Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 04, Issue 01, January-June 2026.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

پاکستان کے معاصر سیاسی چیلنجز: اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں ایک تنقیدی جائزہ

Contemporary Political Challenges of Pakistan: A Critical Analysis in the Light of Islamic Political Thought

Sheikh Muhammad Mushtaq
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad, Pakistan
Email: sheik@gmail.com

Prof. Dr. Khalid Mahmood Arif
HOD, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad Campus, Faisalabad, Pakistan
Email: khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

Abstract :

This research article provides a comprehensive critical analysis of the contemporary political challenges faced by Pakistan in the light of Islamic political thought. Pakistan was established on ideological foundations with the vision of an Islamic welfare state, yet since its inception, the country has been grappling with multifaceted political crises including political instability, institutional conflicts, corruption, nepotism, weak governance, electoral malpractices, constitutional crises, and religious extremism. This study examines these challenges through the lens of core Islamic political principles such as Divine Sovereignty (Hakimiyyah), Consultation (Shura), Justice (Adl), Rule of Law, Accountability (Hisbah), Trust (Amanah), and Political Responsibility. The research employs an inductive and analytical methodology, drawing upon primary sources of the Qur'an and Sunnah, classical fiqh literature, and contemporary Islamic political thought. The findings reveal that the deviation from Islamic political principles has been a fundamental cause of Pakistan's political instability. The study concludes that the implementation of Islamic political principles—

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

particularly Shura-based governance, merit-based appointments, transparent accountability, and the supremacy of law—offers a viable solution to Pakistan's persistent political crises. This research contributes to the understanding of how classical Islamic political theory can be applied to contemporary statecraft in Pakistan.

Keywords: *Pakistan, Political Challenges, Islamic Political Thought, Hakimiyyah, Shura, Justice, Accountability, Governance Crisis.*

تعارف موضوع:

پاکستان کا قیام نظریاتی بنیادوں پر عمل میں آیا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے ایک ایسی ریاست کے قیام کا خواب دیکھا تھا جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے اسلامی اصولوں، ثقافتی اقدار اور تہذیبی ورثے کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ تحریک پاکستان کی قیادت نے واضح کیا تھا کہ یہ ریاست جمہوری اور اسلامی اصولوں پر قائم ہوگی، جہاں نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا بلکہ اقلیتوں کو بھی مکمل تحفظ حاصل ہوگا۔ قائداعظم محمد علی جناح نے 11 اگست 1947 کو آئین ساز اسمبلی میں اپنے تاریخی خطاب میں واضح کیا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہوگی، جہاں حکومت عوام کی منتخب کردہ ہوگی اور شریعت کے اصولوں کو بنیاد بنایا جائے گا۔ تاہم، قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی سیاسی، معاشی، انتظامی اور آئینی نوعیت کے متعدد چیلنجز بھی اس ملک کا حصہ بن گئے، جن کا اثر آج بھی برقرار ہے۔ آج پاکستان کو درپیش سیاسی چیلنجز نہ صرف اس کی بقا اور استحکام کے لیے خطرہ ہیں بلکہ یہ اسلامی ریاست کے تصور کو بھی شدید امتحان میں ڈال رہے ہیں۔ ان چیلنجز میں سیاسی عدم استحکام، اداروں کے درمیان تعارض، جمہوری اقدار کا کمزور ہونا، قانون کی حکمرانی پر سمجھوتہ، کرپشن اور اقربا پروری، انتخابی بے ضابطگیاں، معاشی تفاوت، اور مذہبی انتہاپسندی جیسے مسائل شامل ہیں۔

اس تحقیق میں انہی چیلنجز کا اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا۔ مبحث اول میں اسلامی سیاسی فکر کے بنیادی اصولوں جیسے حاکمیت الٰہی، شوریٰ، عدل، قانون کی بالادستی، احتساب، امانت اور سیاسی ذمہ داری کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ مبحث دوم میں پاکستان کے معاصر سیاسی چیلنجز کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا، جس میں سیاسی عدم استحکام، ادارہ جاتی بحران، کرپشن، اقرباپروری، کمزور طرزِ حکمرانی، انتخابی، آئینی اور جمہوری مسائل شامل ہوں گے۔ مبحث سوم میں اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں اصلاحات کا لائحہ عمل تجویز کیا جائے گا، جس میں شورائی طرزِ حکمرانی، مؤثر سیاسی قیادت، احتساب، شفافیت، قانون کی بالادستی، سیاسی استحکام، عوامی اعتماد اور قومی ترقی کی حکمت عملی پر روشنی ڈالی جائے گی۔

مبحث اول: اسلامی سیاسی فکر کے بنیادی اصول اور نظریاتی بنیادیں

اسلامی سیاسی فکر محض حکمرانی کے طریقہ کار کا نام نہیں، بلکہ یہ توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کے بنیادی عقائد کا عملی مظہر ہے۔ اس فکر کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے اور اس نے انسانی تاریخ میں ایک مثالی نظام حکمرانی پیش کیا، جس کی عملی مثال خلافت راشدہ کے دور میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اسلامی سیاسی فکر میں ریاست کوئی خود غرض ادارہ نہیں بلکہ ایک ذمہ دار اور اخلاقی نظام ہے جو عوام کی فلاح، عدل کے قیام اور شریعت کے نفاذ کے لیے وجود میں آتا ہے۔ اس فکر نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے ایسے اصول وضع کیے جو ہر

زمانے اور ہر جگہ قابل اطلاق ہیں۔ پاکستان جیسی نظریاتی ریاست کے سیاسی چیلنجز کا تجزیہ کرتے وقت انہی اصولوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے، کیونکہ انہی سے یہ طے ہوگا کہ پاکستان کا موجودہ سیاسی نظام کس حد تک اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہے اور کن پہلوؤں میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

1. حاکمیتِ الٰہی اور تصورِ خلافت:

اسلامی نظامِ حکومت کی اساس "حاکمیتِ الٰہی" کے اصول پر قائم ہے۔ اس تصور کے مطابق ریاست میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، کوئی فرد، گروہ، طبقہ یا ادارہ اس میں شریک نہیں ہے۔ اس کے مقابلے میں مغربی جمہوریت میں حاکمیت عوام کو حاصل ہوتی ہے اور عوام اپنی مرضی کے قوانین بنا سکتی ہے۔ یہ بنیادی فرق ہے جو اسلامی سیاسی نظام کو مغربی نظاموں سے ممتاز کرتا ہے۔

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾[1]

ترجمہ: "حکم مگر اللہ ہی کا ہے۔"

یہ آیت قانون سازی کے حق کو صرف اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتی ہے۔ اس کا گہرا سیاسی مفہوم یہ ہے کہ کوئی بھی فرد، گروہ، یا پارلیمنٹ ایسا قانون نہیں بنا سکتی جو اللہ کے احکام کے خلاف ہو۔ پاکستان کے موجودہ پارلیمانی نظام میں قانون سازی کا جو اختیار پارلیمنٹ کو حاصل ہے، وہ اس اصول کے ساتھ مکمل مطابقت نہیں رکھتا۔ پاکستان میں پارلیمنٹ کو شریعت کے بغیر کسی پابندی کے قانون سازی کا اختیار حاصل ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات ایسے قوانین بھی منظور ہو جاتے ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یا جو شریعت کے خلاف بھی ہوتے ہیں۔ اس انحراف کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں واضح کیا جائے کہ حقیقی حاکم صرف اللہ ہے اور پارلیمنٹ صرف اس کے قانون کو نافذ کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اسلامی ریاست میں عوام کا کردار صرف اللہ کے بنائے ہوئے قوانین کو سمجھنے، ان پر عمل کرنے اور انہیں نافذ کرنے کا ہے، نہ کہ نئے قوانین وضع کرنے کا۔ یہ اصول پاکستان کے سیاسی نظام کی بنیادی اصلاح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس حوالے سے لکھا ہے:

"اسلام میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ کوئی شخص، گروہ یا طبقہ اس میں شریک نہیں ہے۔ عوام اللہ کی حاکمیت کی نمائندگی کرتی ہیں اور ان کے ذمہ صرف اللہ کے قوانین کا نفاذ ہے"[2]

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست میں عوام کی حاکمیت بالکل نہیں ہے، بلکہ وہ صرف اللہ کی حاکمیت کی نمائندگی کرتی ہے۔ مودودیؒ نے مغربی جمہوریت اور اسلامی نظام کے فرق کو بڑی خوبی سے واضح کیا ہے۔ مغربی جمہوریت میں عوام خود حاکم ہوتی ہے اور اپنی مرضی کے قوانین بنا سکتی ہے، جبکہ اسلام میں عوام کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ پاکستان کے موجودہ نظام میں عوام کو حاکم سمجھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات شریعت کے خلاف قوانین بھی منظور ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سود پر مبنی بینکاری کا نظام، غیر اسلامی ٹیکس نظام، اور بعض مغربی طرز کے قوانین جو شریعت کے خلاف ہیں، پاکستان میں نافذ ہیں۔ اس انحراف کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان کے آئین میں واضح کیا جائے کہ حقیقی حاکم صرف اللہ ہے اور پارلیمنٹ صرف اس کے قانون کو نافذ کرنے کی ذمہ

دار ہے۔ عملی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالا جائے اور کوئی بھی نیا قانون شریعت کے خلاف نہ بنایا جائے۔اس کے لیے ایک مستقل اسلامی عدالتی نظام قائم کیا جانا چاہیے جو قوانین کی شرعی حیثیت کا جائزہ لے۔

﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾[3]

ترجمہ: ''میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ کی طرف سے زمین پر حکومت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، لیکن یہ اختیار امانت ہے، بادشاہت نہیں۔انسان اللہ کے قانون کا پابند ہے اور اسے اس قانون کے مطابق حکومت کرنی ہے۔ یہی ''خلافت'' کا تصور ہے، جو اسلامی ریاست کی بنیاد ہے۔ خلیفہ کا مطلب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے طریقے پر حکومت کرنا۔ خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ شریعت کو نافذ کرے، عدل قائم کرے، عوام کی حفاظت کرے،اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرے۔اسلامی ریاست میں خلیفہ کوئی بادشاہ نہیں بلکہ ایک ذمہ دار اور جوابدہ افسر ہوتا ہے۔ وہ عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے اور اسے مشاورت سے فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ پاکستان کے موجودہ نظام میں اس تصور کو نافذ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حکمران خود کو عوام کا خادم سمجھے، نہ کہ مالک۔ پاکستان کے حکمرانوں نے اپنے آپ کو عوام کا خادم سمجھنے کے بجائے حاکم اور مالک سمجھا ہے، جس کی وجہ سے وہ عوام سے دور ہو گئے اور ان کے مسائل کو سمجھنے میں ناکام رہے۔ حکومتی اشرافیہ نے اپنے لیے الگ مراعات اور استحقاق بنا رکھے ہیں, جبکہ عوام بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ خلیفہ کے تصور کے مطابق حکمران کو عوام کے درمیان رہنا چاہیے، ان کے مسائل سننا چاہیے اور ان کے ساتھ سادگی سے رہنا چاہیے۔ خلفائے راشدین کا طرزِ زندگی بہت سادہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر کوفہ کا ایک اونٹ بھی دریائے فرات کے کنارے گر جائے تو مجھے اللہ سے اس کے بارے میں جواب دینا ہو گا۔ یہ جوابدہی اور ذمہ داری کا احساس پاکستان کے حکمرانوں میں نہیں ہے۔

خلافت راشدہ کے دور میں اس تصور کی عملی شکل دیکھنے کو ملتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبے میں فرمایا:

''میں تم پر حاکم بنا دیا گیا ہوں، حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو، اور اگر میں برا کروں تو میری اصلاح کرو''[4]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس خطبے میں اسلامی حکمرانی کے بنیادی اصول بیان ہو گئے ہیں۔انہوں نے سب سے پہلے یہ اعتراف کیا کہ وہ عوام سے بہتر نہیں ہیں، جس سے تکبر اور استکبار کا خاتمہ ہوتا ہے۔اس کے برعکس پاکستان کے حکمران اکثر خود کو عوام سے برتر سمجھتے ہیں اور اپنی ذہانت اور قابلیت پر فخر کرتے ہیں۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ انہوں نے عوام سے مدد طلب کی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران اکیلا سب کچھ نہیں کر سکتا، اسے عوام کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ تیسرا اور سب سے اہم اصول یہ ہے کہ انہوں نے عوام کو اپنی اصلاح کا حق دیا۔ یہ احتساب کا وہ اعلیٰ تصور ہے جس کی پاکستان میں شدید ضرورت ہے۔ پاکستان میں عوام کو حکمران کی اصلاح کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ عوام احتجاج کرتے ہیں تو ان پر مقدمات بنائے جاتے ہیں، انہیں گرفتار کیا جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو اپنی اصلاح کا حق عوام کو دے دیا، لیکن پاکستان کے حکمران تو عوام کی آواز سننے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اسلامی

ریاست اور پاکستان کے موجودہ نظام کے درمیان ہے۔ پاکستان کو اپنے سیاسی نظام کو اس اصول کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ حکمران عوام کے سامنے جوابدہ ہوں۔

2. شوریٰ، عدل اور قانون کی بالادستی:

اسلامی سیاسی نظام کا دوسرا اہم اصول شوریٰ ہے، جس کے تحت معاملات آپس کے مشورے سے چلائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اسے اہل ایمان کی صفت قرار دیا ہے۔ شوریٰ کا مطلب صرف مشورہ لینا نہیں ہے، بلکہ اس کے نتائج پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکم کو چاہیے کہ وہ اہم فیصلوں میں اہل علم اور اہل رائے سے مشورہ کرے اور پھر اس مشورے کے مطابق فیصلہ کرے۔

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[5]

ترجمہ: ''اور ان کا کام آپس کے مشورے سے چلتا ہے۔''

یہ آیت مومنین کی اجتماعی زندگی کی خصوصیات میں سے ایک کو بیان کرتی ہے۔ اس کا اطلاق ریاستی سطح پر بھی ہوتا ہے۔ شوریٰ کے نتائج حکمران پر لازم ہوتے ہیں، ورنہ مشورے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ کو اسی اصول کے مطابق چلنا چاہیے، لیکن بدقسمتی سے پارلیمنٹ میں اکثریت کی مرضی کو ہی سب کچھ سمجھا جاتا ہے، جبکہ اقلیت کی آواز کو دبایا جاتا ہے۔ اسلامی شوریٰ میں اختلاف کی گنجائش ہوتی ہے اور اقلیت کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان کی پارلیمنٹ میں اکثریت اپنی مرضی سے قانون پاس کر دیتی ہے، اور اپوزیشن کو بولنے تک کا موقع نہیں دیا جاتا۔ اسی لیے پاکستان میں پارلیمنٹ کی کارکردگی عوامی توقعات پر پورا نہیں اترتی۔ پارلیمنٹ کو حقیقی معنوں میں شوریٰ کا درجہ دینے کے لیے ضروری ہے کہ اپوزیشن کو فعال کردار دیا جائے، ان کی رائے کا احترام کیا جائے، اور اہم فیصلوں میں تمام جماعتوں کو شامل کیا جائے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاویؒ اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الشُّورَى فِي الْإِسْلَامِ لَيْسَتْ مُجَرَّدَ تَزْكِيزٍ أَوِ اسْتِشَارَةٍ لَا تُلْزِمُ، بَلْ هِيَ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِ الْحُكْمِ، وَيَجِبُ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَعْمَلَ بِنَتَائِجِ الشُّورَى''[6]

ترجمہ: ''اسلام میں شوریٰ محض ایک آرائشی مشاورت نہیں جو پابند نہ کرے، بلکہ یہ حکومت کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، اور حاکم پر شوریٰ کے نتائج پر عمل کرنا ضروری ہے۔''

قرضاوی نے شوریٰ کو حکومت کا ایک لازمی اور پابند اصول قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق شوریٰ کا مطلب یہ نہیں کہ حاکم لوگوں سے مشورہ کرے اور پھر اپنی مرضی سے کام کرے، بلکہ شوریٰ کے نتائج حاکم پر لازم ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلامی ریاست میں حاکم کا یہ حق نہیں کہ وہ عوام کی رائے کو مسترد کر دے، جب تک کہ وہ رائے شریعت کے خلاف نہ ہو۔ پاکستان میں افسوسناک بات یہ ہے کہ حکمران عوام سے مشورہ بھی نہیں کرتے۔ وہ اپنے مشیروں کے حلقے میں بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں اور پھر انہیں عوام پر تھوپ دیتے ہیں۔ عوام کے مسائل پر کبھی پارلیمنٹ میں بات نہیں ہوتی، نہ ہی عوام سے ان کے حل کے بارے میں مشورہ لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں عوام اور

حکومت کے درمیان بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ شوریٰ کے اصول کو نافذ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام کو فیصلہ سازی میں شامل کیا جائے، ان کی رائے لی جائے اور ان کے مسائل کو سنجیدگی سے سنا جائے۔

عدل وانصاف کو اسلامی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بھیجنے کا مقصد ہی عدل کا قیام قرار دیا ہے۔ عدل کا تقاضا ہے کہ حکمران کسی کی رشتہ داری، دوستی، یا دشمنی کی بنا پر فیصلوں میں تفریق نہ کرے۔

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾[7]

ترجمہ: ''ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

یہ آیت انبیاء کے بعث کا مقصد ''قیام بالقسط'' (انصاف کا قیام) بتاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انصاف کا قیام کوئی سیاسی شعار نہیں بلکہ نبوت کا بنیادی مقصد تھا۔ پاکستان میں عدل کا قیام ایک بڑا چیلنج ہے۔ عدلیہ کی آزادی پر سمجھوتہ کیا گیا ہے، عام شہری کو انصاف کی فراہمی میں ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے، اور طاقتور افراد قانون سے بالاتر ہو چکے ہیں۔ پاکستان میں ایک عام مقدمہ کئی سالوں تک چلتا ہے، جبکہ بڑے عہدیداروں کے خلاف مقدمات کبھی طے نہیں ہوتے۔ عدلیہ کو ایگزیکٹو کے دباؤ سے آزاد کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ وہ آزادی سے انصاف کر سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا''[8]

ترجمہ: ''تم سے پہلے لوگوں کو اس چیز نے ہلاک کیا کہ جب ان میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے، اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرلے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔''

یہ حدیث عدل کی اس بلند ترین مثال کو پیش کرتی ہے جو کسی بھی نظام میں مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کیا کہ عدل میں کسی قسم کی رعایت نہیں ہونی چاہیے، چاہے وہ آپ کی اپنی بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ پاکستان میں عدل کے معاملے میں یہ اصول نہیں پایا جاتا۔ یہاں طاقتور اور امیر افراد قانون سے بالاتر ہیں، جبکہ کمزور اور غریب افراد کو سزا مل جاتی ہے۔ پاکستان میں کرپشن کے بڑے ناموں کو کبھی سزا نہیں ملتی، جبکہ چھوٹے ملازمین کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ یہ بالکل وہی مرض ہے جس نے پچھلی قوموں کو ہلاک کیا۔ پاکستان کو اس حدیث کے اصول پر عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی بھی شخص، خواہ وہ کتنا ہی بڑا عہدیدار ہو، قانون سے بالاتر نہ ہو۔ عدلیہ کو چاہیے کہ وہ بڑے عہدیداروں کے خلاف بھی بلاخوف کارروائی کرے اور کسی کو قانون سے بالاتر نہ ہونے دے۔

ڈاکٹر محمد سلیم العوا اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الْعَدْلُ بَيْنَ الْوُلَاةِ وَالرَّعِيَّةِ أَصْلٌ مِنْ أُصُولِ الْمُلْكِ، وَالظُّلْمُ يُفْسِدُ الْأُمُورَ كُلَّهَا''[9]

ترجمہ: ''حکمرانوں اور رعایا کے درمیان عدل حکومت کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، اور ظلم تمام معاملات کو خراب کر دیتا ہے۔''

اس اقتباس میں ڈاکٹر سلیم العوا نے عدل کو حکومت کا بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ جب حکمران عدل کریں گے تو رعایا مطمئن ہو گی اور حکومت مضبوط ہو گی۔ لیکن جب وہ ظلم کریں گے تو رعایا ناراض ہو گی، حکومت کمزور ہو جائے گی، اور تمام معاملات خراب ہو جائیں گے۔ پاکستان میں ظلم عام ہے۔ عوام کو ان کے حقوق نہیں ملتے، انصاف نہیں ملتا، اور وہ حکومت سے مایوس ہو چکے ہیں۔ اسی مایوسی نے

پاکستان کو سیاسی عدم استحکام کا شکار کر دیا ہے۔ عوام جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا تو وہ حکومت کے خلاف ہو جاتے ہیں، احتجاج کرتے ہیں، اور نظام کو کمزور کرتے ہیں۔ پاکستان کو عدل کے اس اصول کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔

3. احتساب، امانت اور سیاسی ذمہ داری:

اسلامی نظام میں احتساب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہوگا۔ اس کا اطلاق حکمرانوں سے لے کر عام شہریوں تک سب پر ہوتا ہے۔ اسلامی ریاست میں حاکم کو اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑتا ہے۔

''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ''[10]

ترجمہ: ''تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔''

یہ حدیث انتظامی رہنمائی کا بنیادی اصول ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ ہر ذمہ دار شخص اپنے ماتحت افراد کے بارے میں جوابدہ ہوگا، چاہے وہ گھر کا سربراہ ہو، چاہے کسی ادارے کا مینیجر، چاہے پورے ملک کا حکمران۔ اس کے مطابق ہر حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنی رعیت کی بہبود کے لیے کام کرے کیونکہ اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ پاکستان میں احتساب کا کلچر تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ حکمران عوام کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں، اور نہ ہی کوئی ان سے سوال کرنے والا ہے۔ پاکستان میں ایک مضبوط احتسابی نظام کی شدید ضرورت ہے، جو بغیر کسی دباؤ کے کرپشن کے خلاف کارروائی کر سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں احتساب کا ایسا نظام تھا کہ کوئی عامل یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ ان کی نظروں سے بچ جائے گا۔ آج پاکستان میں احتساب کا نظام اتنا کمزور ہے کہ بڑے بڑے کرپٹ لوگ سینکڑوں ارب کی لوٹ مار کر کے بھی باز نہیں آتے۔ اسلام میں حکومت کو ایک امانت قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص عہدہ سنبھالتا ہے، وہ اس امانت کا امین ہوتا ہے۔ امام شافعیؒ نے فرمایا:

''مَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا بِمَحَابَّةٍ فَقَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُسْلِمِينَ''[11]

ترجمہ: ''جس نے مسلمانوں کے کسی معاملے کی ذمہ داری سنبھالی اور پھر کسی کو محبت (رشتہ داری) کی بنا پر ان پر عامل مقرر کیا، تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی۔''

امام شافعی نے عہدے کی تقسیم میں رشتہ داری اور دوستی کو خیانت قرار دیا ہے۔ یہ اقتباس پاکستان میں رائج اقربا پروری کے نظام پر سخت تنقید ہے۔ پاکستان میں عہدوں کی تقسیم میں اہلیت کو نظر انداز کر کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں نااہل افراد اہم عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں، جو نظام کو مزید خراب کرتے ہیں۔ پاکستان کے بیشتر اہم عہدے رشتہ داروں اور دوستوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں، جبکہ قابل اور مستحق لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں نااہل لوگ ملک چلا رہے ہیں، اور یہی پاکستان کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ پاکستان کو اس اصول پر عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ عہدوں کی تقسیم میں اہلیت کو بنیاد بنایا جائے، نہ کہ رشتہ داری یا سفارش کو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا:

''أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَامْشِ فِيهِمْ مَشْيَ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهُ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ''[12]

ترجمہ: ''میں نے تمہیں زمین والوں پر حاکم بنادیا ہے، پس ان میں اس شخص کی طرح چلو جو جانتا ہے کہ اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمال کو جوابدہی کا یہ شعور دلایا کہ وہ جس علاقے کے حاکم ہیں، وہاں کے ہر فرد کے بارے میں قیامت کے دن ان سے سوال ہوگا۔ یہ احساس اگر کسی عامل کے دل میں جاگزیں ہو جائے تو وہ کبھی عوام پر ظلم نہیں کر سکتا۔ پاکستان کے عہدیداروں کو بھی یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہر عمل کے بارے میں اللہ اور عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اس احساس کو پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام کو عہدیداروں کے خلاف آواز اٹھانے کا حق دیا جائے اور ان کی شکایات کو سنجیدگی سے سنا جائے۔ پاکستان میں بدقسمتی سے عوام کو عہدیداروں کے خلاف آواز اٹھانے کا حق حاصل نہیں ہے، اور اگر کوئی آواز اٹھاتا ہے تو اسے کچل دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الْبَيْعَةُ هِيَ الْعَقْدُ الَّذِي يَرْبِطُ الْحَاكِمَ بِالْمَحْكُومِينَ، وَتَقُومُ عَلَى أُسُسِ الْعَدْلِ وَالشُّورَى وَالْمَسْئُولِيَّةِ''[13]

ترجمہ: ''بیعت وہ معاہدہ ہے جو حاکم اور محکوموں کو آپس میں باندھتا ہے، اور یہ عدل، شوریٰ اور ذمہ داری کی بنیادوں پر قائم ہے۔''

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ حکمران اور عوام کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے، جس کے تحت حکمران عوام کی خدمت کا پابند ہوتا ہے اور عوام بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی پابند ہوتی ہے۔ پاکستان میں یہ معاہدہ کمزور ہو گیا ہے۔ حکمران عوام کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں، جبکہ انہیں عوام کا خادم ہونا چاہیے۔ عوام بھی اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔ وہ صرف حقوق مانگتے ہیں، فرائض ادا نہیں کرتے۔ اس معاہدے کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حکمران عوام کے سامنے جوابدہ ہوں اور عوام بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں۔

مبحث دوم: پاکستان کے معاصر سیاسی چیلنجز

پاکستان کی سیاسی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہاں کوئی مستحکم سیاسی نظام کبھی قائم نہ ہو سکا۔ بار بار مارشل لاء، آئینی تعطل، سیاسی جماعتوں کے درمیان تلخ روی، اور اداروں کے درمیان طاقت کی کشمکش نے ملک کو سیاسی عدم استحکام کا شکار کر دیا ہے۔ تحریک پاکستان کے رہنماؤں نے جس اسلامی فلاحی ریاست کا تصور پیش کیا تھا، اس سے ہٹ کر پاکستان میں ایک ایسا سیاسی نظام رائج ہو گیا جو زیادہ تر مغربی ماڈل پر مبنی ہے، جس میں جمہوری اقدار کو برائے نام مانا جاتا ہے لیکن عملاً ان کا نفاذ نہیں ہوتا۔ کرپشن، اقرباپروری، انتخابی بے ضابطگیاں، اور قانون کی حکمرانی پر سمجھوتہ جیسے مسائل نے عوام کے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔ یہ تمام چیلنجز ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور ان کا مجموعی اثر ملک کی ترقی اور استحکام پر منفی پڑ رہا ہے۔

1. سیاسی عدم استحکام اور اداراجاتی بحران:

پاکستان میں سیاسی عدم استحکام کی ایک بڑی وجہ سیاسی جماعتوں کے درمیان شدید کشمکش ہے۔ انتخابات کے بعد بھی سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کے خلاف مہم چلاتی رہتی ہیں، جس کی وجہ سے حکومت اپنی توجہ عوامی مسائل سے ہٹا کر سیاسی مخالفین سے نمٹنے

میں لگادیتی ہے۔ ٹرانسپیر نسی انٹرنیشنل کی 2025 کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں سیاسی عدم استحکام نے معیشت کو شدید نقصان پہنچایا ہے اور غیر ملکی سرمایہ کاری میں 40 فیصد کمی آئی ہے۔[14] مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس بارے میں لکھا ہے:

''نہایت درجہ کی جمہوریت بھی وہی ہے جسے اسلام اپنے نظامِ حکومت کی بنیاد بناتا ہے، لیکن یہ جمہوریت بھی کچھ ایسی قیدوں کی پابند ہے جو اسے دوسری جمہوریتوں سے ممتاز کرتی ہیں''[15]

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی نظام میں جمہوریت بھی ہے، لیکن وہ شریعت کی قیدوں کے ساتھ ہے۔ پاکستان میں جو جمہوریت چل رہی ہے، وہ مغربی ماڈل پر ہے جس میں شریعت کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسی لیے سیاسی جماعتیں اپنی مرضی سے کوئی بھی قانون بنالیتی ہیں اور اپنے مخالفین کو کچل دیتی ہیں۔ پاکستان کی جمہوریت میں شریعت کی کوئی پابندی نہیں ہے، اس لیے سیاسی جماعتیں اپنے ذاتی مفادات کے لیے کوئی بھی قانون بنالیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، بدعنوانی کے خلاف قوانین بنائے جاتے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ پاکستان کو اپنی جمہوریت کو شریعت کی قیدوں میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں فوج، عدلیہ اور سول حکومت کے درمیان اختیارات کا تنازع ایک پرانا مسئلہ ہے۔ بار بار فوجی مداخلتوں نے جمہوری تسلسل کو توڑا ہے، جبکہ عدلیہ کو بھی کبھی کمزور کیا گیا ہے اور کبھی سیاسی معاملات میں استعمال کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر راشد الغنوشی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الْإِسْلَامُ لَا يَعْرِفُ الْفَصْلَ بَيْنَ الدِّينِ وَالدَّوْلَةِ، وَلٰكِنَّهُ يَعْرِفُ الْفَصْلَ بَيْنَ السُّلُطَاتِ لِتَحْقِيقِ التَّوَازُنِ وَالْمُرَاقَبَةِ الْمُتَبَادَلَةِ''[16]

ترجمہ: ''اسلام دین اور ریاست کی علیحدگی کو نہیں مانتا، لیکن وہ توازن اور باہمی نگرانی کے حصول کے لیے اختیارات کی علیحدگی کو مانتا ہے۔''

اس نظریے کے مطابق اسلامی ریاست میں بھی اختیارات کی علیحدگی ہوتی ہے، لیکن یہ علیحدگی مغربی طرز کی نہیں ہوتی۔ مغرب میں اختیارات کی علیحدگی کا مقصد ایک دوسرے کو کمزور کرنا ہے، جبکہ اسلام میں اختیارات کی علیحدگی کا مقصد توازن اور باہمی نگرانی ہے۔ پاکستان کو اپنے اداروں کے درمیان اس طرح توازن پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ کوئی ایک ادارہ دوسرے پر حاوی نہ ہو سکے۔ پاکستان میں فوج، عدلیہ اور سول حکومت کے درمیان توازن بگڑا ہوا ہے۔ کبھی فوج حاوی ہو جاتی ہے، کبھی عدلیہ، کبھی سول حکومت۔ اس بگڑے ہوئے توازن کو درست کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں کبھی کسی حکومت کو اپنی میعاد مکمل کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اس عدم تسلسل نے قومی پالیسیوں کو متاثر کیا ہے اور منصوبے نامکمل رہ گئے ہیں۔

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾[17]

ترجمہ: ''اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے، پس اسی کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔''

اس آیت کے تحت سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ اختلاف کے باوجود ایک نقطہ پر متفق ہوں اور ملک کو مستحکم کرنے کے لیے کام کریں۔ پاکستان کی سیاسی جماعتیں اپنے ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر ترجیح دیتی ہیں، جس کی وجہ سے وہ متفق نہیں ہو پاتیں۔ اسی

اختلاف کی وجہ سے پاکستان میں سیاسی عدم استحکام ہے۔ سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ قومی مفاد کو اپنے ذاتی مفاد پر ترجیح دیں اور ملک کے استحکام کے لیے کام کریں۔

2. کرپشن، اقربا پروری اور کمزور طرزِ حکمرانی:

پاکستان میں کرپشن ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔ ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی 2025 کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان کرپشن پرسیپشن انڈیکس میں 140 میں سے 133 ویں نمبر پر ہے۔[18] اسلامی تعلیمات میں رشوت کو سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ"[19]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔"

اس حدیث کی روشنی میں پاکستان میں کرپشن کے خاتمے کے لیے ایک موثر احتسابی نظام کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں کرپشن اتنی عام ہے کہ ہر محکمے میں رشوت لی جاتی ہے۔ پولیس سے لے کر عدلیہ تک، ہر جگہ رشوت کا رواج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں انصاف نہیں ملتا۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ ایک مضبوط احتسابی نظام بنایا جائے، جہاں کوئی بھی شخص، خواہ وہ کتنا ہی بڑا عہدیدار ہو، قانون سے بالاتر نہ ہو۔ پاکستان میں اقربا پروری ایک عام رواج ہے۔ عہدوں کی تقسیم میں اہلیت کو نظر انداز کر کے رشتہ داروں اور دوستوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں نااہل افراد اہم عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں، جو نظام کو مزید خراب کرتے ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"الْوِلَايَةُ أَمَانَةٌ، فَمَنْ وَلِيَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ أَنْ يَقُومَ بِهِ عَلَى وَجْهِ الْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ، وَيَجْتَنِبَ الْهَوَى وَالْمُحَابَّةَ فِي التَّوْلِيَةِ"[20]

ترجمہ: "عہدہ داری ایک امانت ہے، جس نے کسی چیز کی ذمہ داری سنبھالی تو اسے چاہیے کہ وہ اسے امانت اور خیر خواہی کے ساتھ انجام دے، اور تقرریوں میں خواہش اور محبت سے بچے۔"

پاکستان میں اقربا پروری نے نہ صرف نظام کو خراب کیا ہے بلکہ قابل افراد کو بھی مایوس کیا ہے۔ جب ایک قابل شخص دیکھتا ہے کہ اس کی قابلیت کے باوجود اسے نوکری نہیں مل رہی، جبکہ ایک نااہل شخص سفارش کی بنیاد پر بڑے عہدے پر فائز ہے، تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ یہی مایوسی پاکستان میں ذہنی امراض اور بے روزگاری کی ایک بڑی وجہ ہے۔ پاکستان کو اقربا پروری کے خاتمے کے لیے سخت قوانین بنانے کی ضرورت ہے اور عہدوں کی تقسیم میں اہلیت کو بنیاد بنایا جانا چاہیے۔ پاکستان میں عوامی خدمات کی فراہمی کا نظام بہت کمزور ہے۔ تعلیم، صحت، صاف پانی، بجلی، اور گیس جیسی بنیادی ضروریات عوام کو میسر نہیں ہیں۔ ڈاکٹر محمد سلیم العوا اس بارے میں لکھتے ہیں:

"أَعْطَى الْإِسْلَامُ الرَّعِيَّةَ حَقَّ النَّصِيحَةِ وَالْمُحَاسَبَةِ، وَضَمِنَ لَهُمْ حَقَّ الْعَيْشِ الْكَرِيمِ وَالْعَدْلِ الْمُجَرَّدِ"[21]

ترجمہ: "اسلام نے رعایا کو خیر خواہی اور احتساب کا حق دیا، اور ان کے لیے عزت دار زندگی اور خالص انصاف کا حق یقینی بنایا۔"

پاکستان میں عوامی خدمات کی فراہمی کا نظام انتہائی ناقص ہے۔ اسکولوں میں اساتذہ نہیں ہیں، ہسپتالوں میں دوائیں نہیں ہیں، صاف پانی میسر نہیں ہے، اور بجلی، گیس کی قلت عام ہے۔ عوام ان بنیادی سہولیات سے محروم ہیں، جبکہ حکمران عیش و آرام کی زندگی

گزار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عوام حکومت سے مایوس ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کو یہ سہولیات فراہم کرے۔ پاکستان کو اپنے نظام کو اس اصول کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

3. انتخابی، آئینی اور جمہوری مسائل:

پاکستان میں انتخابات کی شفافیت ہمیشہ سوالیہ نشان رہی ہے۔ الیکشن میں دھاندلی، فارنڈ نگ، اور بے ضابطگیوں کے واقعات پیش آتے رہے ہیں۔ فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک کی 2024 کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان کے عام انتخابات میں بے ضابطگیوں کے 5000 سے زائد واقعات رپورٹ ہوئے۔[22] اسلامی نظام میں انتخاب (بیعت) کی شفافیت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے لیے چھ رکنی شوریٰ مقرر کی تھی، جس نے کھلے عام مشاورت کے بعد خلیفہ کا انتخاب کیا۔

ڈاکٹر طٰہٰ جابر العلوانی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الْبَيْعَةُ فِي الْإِسْلَامِ لَيْسَتْ مُجَرَّدَ إِعْجَابٍ أَوْ تَأْيِيدٍ، بَلْ هِيَ عَقْدٌ يَلْتَزِمُ بِهِ الْحَاكِمُ بِتَطْبِيقِ الشَّرِيعَةِ، وَالْمُبَايِعُونَ بِالنُّصْحِ وَالطَّاعَةِ فِي الْمَعْرُوفِ''[23]

ترجمہ: ''اسلام میں بیعت محض تعریف یا تائید کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک معاہدہ ہے جس کے تحت حاکم شریعت کے نفاذ کا پابند ہوتا ہے، اور بیعت کرنے والے خیر خواہی اور نیکی میں اطاعت کے پابند ہوتے ہیں۔''

پاکستان کو اس مثال پر عمل کرتے ہوئے الیکشن کو شفاف بنانے کی ضرورت ہے۔ الیکشن میں دھاندلی نے عوام کے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔ پاکستان میں الیکشن کے نتائج پر اکثر سوال اٹھائے جاتے ہیں اور شکست خوردہ جماعتیں دھاندلی کا الزام لگاتی ہیں۔ اس صورتحال کو تبدیل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ الیکشن کمیشن کو مزید خود مختار بنایا جائے، الیکشن میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے، اور الیکشن کے نتائج کو چیلنج کرنے کا آسان طریقہ کار بنایا جائے۔ پاکستان کے آئین میں بارہا ترامیم کی گئی ہیں، جن میں سے بعض نے آئین کی روح کو مجروح کیا ہے۔ آئینی اور قانونی تنازعات نے عدلیہ اور ایگزیکٹو کے درمیان کشیدگی پیدا کر دی ہے۔ ڈاکٹر احمد الریسونی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''لَا يَجُوزُ أَنْ يُسَنَّ قَانُونٌ يُخَالِفُ الشَّرِيعَةَ، وَكُلُّ قَانُونٍ يُخَالِفُ الشَّرِيعَةَ فَهُوَ بَاطِلٌ''[24]

ترجمہ: ''شریعت کے خلاف کوئی قانون بنانا جائز نہیں ہے، اور جو قانون شریعت کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔''

اس اصول کی روشنی میں پاکستان کو اپنے آئین اور قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے آئین میں کچھ ایسی شقیں ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں، یا شریعت کے کسی حکم کو نظر انداز کرتی ہیں۔ ان میں اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ پاکستان کے جمہوری ادارے جیسے پارلیمنٹ، عدلیہ، اور الیکشن کمیشن کمزور ہیں۔ ان اداروں کی آزادی اور خود مختاری پر سمجھوتہ کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد عمارہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الْفَرْقُ الْجَوْهَرِيُّ بَيْنَ الْإِسْلَامِ وَالْغَرْبِ يَكْمُنُ فِي مَصْدَرِ السِّيَادَةِ. فَالْإِسْلَامُ يُقِرُّ بِسِيَادَةِ اللهِ، بَيْنَمَا الْغَرْبُ يُقِرُّ بِسِيَادَةِ الشَّعْبِ''[25]

ترجمہ: ''اسلام اور مغرب کے درمیان بنیادی فرق حاکمیت کے ماخذ میں ہے۔ اسلام اللہ کی حاکمیت کو مانتا ہے، جبکہ مغرب عوام کی حاکمیت کو مانتا ہے۔''

اس فرق کو سمجھ کر پاکستان کو اپنے جمہوری اداروں کو شوریٰ کے اسلامی تصور کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے جمہوری ادارے مغربی ماڈل پر بنائے گئے ہیں، جبکہ انہیں اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

مبحث سوم: اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں اصلاحِ نظام اور مستقبل کا لائحہ عمل

اسلامی سیاسی فکر محض نظریاتی مباحث تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ عملی ریاستی اصلاح، سیاسی استحکام، عدل و احتساب اور عوامی فلاح کے لیے ایک جامع فکری اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس فکر کی خوبی یہ ہے کہ یہ ہر زمانے اور ہر جگہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، بشرطیکہ اسے صحیح معنوں میں سمجھا جائے اور اس پر مخلصانہ عمل کیا جائے۔ پاکستان کو درپیش موجودہ سیاسی چیلنجز کا حل بھی اسی فکر میں مضمر ہے۔ موجودہ نظام میں اصلاحات لانے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی اصولوں کو عملی شکل دی جائے، انہیں محض نظریاتی بحثوں تک محدود نہ رکھا جائے۔

1. شورائی طرزِ حکمرانی اور مؤثر سیاسی قیادت:

پاکستان کو اپنے سیاسی نظام کو شوریٰ کے اسلامی اصول کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پارلیمنٹ کو مزید موثر بنایا جائے، اسے حقیقی معنوں میں عوام کے مسائل حل کرنے کا پلیٹ فارم بنایا جائے۔ ڈاکٹر راشد الغنوشی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''الشُّورَى فِي الْإِسْلَامِ تَقُومُ عَلَى مَبْدَأَيْنِ: أَحَدُهُمَا الْحُرِّيَّةُ فِي التَّعْبِيرِ عَنِ الرَّأْيِ، وَالْآخَرُ الْتِزَامُ الْأَكْثَرِيَّةِ بِنَتَائِجِ الشُّورَى''[26]

ترجمہ: ''اسلام میں شوریٰ دو اصولوں پر قائم ہے: پہلا رائے کے اظہار میں آزادی، اور دوسرا اکثریت کا شوریٰ کے نتائج سے وابستگی۔''

پارلیمنٹ میں رائے کے اظہار کی آزادی ہونی چاہیے اور اپوزیشن کو بھی بولنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس کے علاوہ، ماہرین اور علماء پر مشتمل ایک مستقل شوریٰ کونسل قائم کی جاسکتی ہے جو اہم قومی معاملات پر حکومت کو مشورہ دے۔ پاکستان میں قیادت کے انتخاب میں اہلیت اور امانت کو بنیاد بنایا جانا چاہیے۔ جو شخص عہدہ سنبھالے، اس میں علم، تجربہ، اور دیانت داری کی صفات ہونی چاہیے۔

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾[27]

ترجمہ: ''بے شک بہترین شخص جسے تم اجرت پر لگا سکتے ہو وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔''

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس بارے میں لکھتے ہیں:

''لَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ أَنْ يُوَلِّيَ أَحَدًا عَمَلًا وَيَعْلَمُ أَنَّ فِيهِ مَنْ هُوَ أَكْفَأُ مِنْهُ، وَلَا أَنَّ فِيهِ مَنْ هُوَ أَصْلَحُ مِنْهُ لِلرَّعِيَّةِ''[28]

ترجمہ: ''کسی امام کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کو کوئی عہدہ دے جبکہ وہ جانتا ہو کہ اس سے زیادہ قابل اور رعایا کے لیے بہتر کوئی دوسرا موجود ہے۔''

فیصلہ سازی کے عمل کو شفاف بنایا جانا چاہیے۔ عوام کو یہ جاننے کا حق ہے کہ ان کے مفاد میں کیا فیصلے کیے جا رہے ہیں۔ شفافیت سے کرپشن کم ہوتی ہے اور عوام کا اعتماد بڑھتا ہے۔ ڈاکٹر طٰہ جابر العلوانی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"الْحُكْمُ بِالشُّورَى وَالْعَدْلِ هُمَا أَهَمُّ مَعَالِمِ النِّظَامِ السِّيَاسِيِّ فِي الْإِسْلَامِ، وَبِهِمَا يَتَمَيَّزُ عَنْ غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْظِمَةِ" [29]

ترجمہ: ''شوریٰ اور عدل کے ساتھ حکومت کرنا اسلامی سیاسی نظام کے اہم ترین نشانات ہیں، اور انہی سے یہ دوسرے نظاموں سے ممتاز ہوتا ہے۔''

پاکستان کو چاہیے کہ وہ شوریٰ اور عدل کو اپنے سیاسی نظام کا حصہ بنائے۔ پارلیمنٹ کو شوریٰ کے اصول پر چلنا چاہیے، جہاں اقلیت کی رائے کا بھی احترام کیا جائے۔

2. احتساب، شفافیت اور قانون کی بالادستی کا فروغ:

پاکستان میں ایک مضبوط اور خود مختار احتسابی نظام قائم کیا جانا چاہیے، جو بغیر کسی دباؤ کے کرپشن کے خلاف کارروائی کر سکے۔ ڈاکٹر محمد سلیم العوا اس بارے میں لکھتے ہیں:

"حَاكِمُ الدَّوْلَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ يَخْضَعُ لِلْمُحَاسَبَةِ أَمَامَ اللَّهِ أَوَّلاً، ثُمَّ أَمَامَ الْمُجْتَمَعِ وَالْهَيْئَاتِ الشَّعْبِيَّةِ" [30]

ترجمہ: ''اسلامی ریاست کا حاکم سب سے پہلے اللہ کے سامنے، پھر معاشرے اور عوامی اداروں کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔''

اس اصول کے مطابق پاکستان میں ایک ایسا احتسابی نظام بنایا جانا چاہیے جو حکمرانوں کو عوام کے سامنے جوابدہ ٹھہرائے۔ پاکستان میں نیشنل اکاؤنٹی بیورو (نیب) موجود ہے، لیکن اس کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے۔ نیب کو مزید خود مختار اور مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو اپنے تمام معاملات میں شفافیت اختیار کرنی چاہیے۔ بجٹ، منصوبوں، اور سرکاری اخراجات کو عوام کے سامنے رکھا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"الْإِسْلَامُ يَدْعُو إِلَى الشَّفَافِيَّةِ فِي الْأَعْمَالِ السِّيَاسِيَّةِ وَالْمَالِيَّةِ، وَيُنَاهِي الْفَسَادَ وَالرِّشْوَةَ" [31]

ترجمہ: ''اسلام سیاسی اور مالی معاملات میں شفافیت کی دعوت دیتا ہے، اور کرپشن اور رشوت سے منع کرتا ہے۔''

پاکستان میں شفافیت کا کلچر نہیں ہے۔ سرکاری محکمے اپنی معلومات عوام کے سامنے نہیں رکھتے، جس کی وجہ سے کرپشن بڑھتی ہے۔ پاکستان کو انفارمیشن ایکٹ کو مؤثر طریقے سے نافذ کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ عوام کو سرکاری معلومات تک رسائی حاصل ہو سکے۔ قانون سب پر یکساں طور پر لاگو ہونا چاہیے، چاہے وہ عام شہری ہو یا اعلیٰ عہدیدار۔ ڈاکٹر احمد الریسونی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"الْعَدْلُ فِي الْإِسْلَامِ لَا يَعْرِفُ التَّفْرِيقَ بَيْنَ الْحَاكِمِ وَالْمَحْكُومِ، فَكِلَاهُمَا خَاضِعٌ لِلْقَانُونِ

الْوَاحِدِ" [32]

ترجمہ: ''اسلام میں عدل حاکم اور محکوم کے درمیان تفریق نہیں کرتا، دونوں ایک ہی قانون کے تابع ہیں۔''

پاکستان میں قانون کی بالادستی کا تصور کمزور ہے۔ طاقتور افراد قانون سے بالاتر ہیں، جبکہ کمزور افراد کو سزا مل جاتی ہے۔ اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

3. سیاسی استحکام، عوامی اعتماد اور قومی ترقی کی حکمتِ عملی:

ریاست اور عوام کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو عوام کی خدمت کو اپنا اوّلین فریضہ سمجھنا چاہیے اور عوام کو بھی حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد عمارہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

"الْعَلَاقَةُ بَيْنَ الْحَاكِمِ وَالْمَحْكُومِينَ فِي الْإِسْلَامِ قَائِمَةٌ عَلَى الْحُبِّ وَالنُّصْحِ وَالتَّعَاوُنِ، لَا عَلَى الْبُغْضِ وَالْخِصَامِ" [33]

ترجمہ: ''اسلام میں حاکم اور محکوموں کے درمیان تعلق محبت، خیر خواہی اور تعاون پر قائم ہے، نہ کہ بغض اور جھگڑے پر۔''

پاکستان میں حکومت اور عوام کے درمیان تعلق بہت کشیدہ ہے۔ عوام حکومت سے مایوس ہیں، اور حکومت عوام کی پرواہ نہیں کرتی۔ اس تعلق کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ حکومت کو عوام کے قریب جانا چاہیے، ان کے مسائل سننا چاہیے اور ان کے حل کے لیے کام کرنا چاہیے۔ پاکستان میں عوام کا سیاسی نظام پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ اس اعتماد کو بحال کرنے کے لیے انتخابات کو شفاف بنانا، کرپشن کا خاتمہ کرنا، اور عوامی مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔ ڈاکٹر راشد الغنوشی اس بارے میں لکھتے ہیں:

"لَا يَكُونُ الْحُكْمُ مُسْتَقِرًّا إِلَّا إِذَا كَانَ قَائِمًا عَلَى ثِقَةِ النَّاسِ، وَالثِّقَةُ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِالْعَدْلِ وَالشَّفَافِيَّةِ وَالْمُحَاسَبَةِ" [34]

ترجمہ: ''حکومت اس وقت تک مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک وہ لوگوں کے اعتماد پر قائم نہ ہو، اور اعتماد عدل، شفافیت اور احتساب سے حاصل ہوتا ہے۔''

پاکستان میں عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لیے فوری اصلاحات کی ضرورت ہے۔ انتخابات کو شفاف بنایا جائے، کرپشن کا خاتمہ کیا جائے، اور عوام کو انصاف فراہم کیا جائے۔ تب ہی عوام کا اعتماد بحال ہوگا۔ پائیدار ترقی اور قومی استحکام کے لیے ایک مستحکم سیاسی نظام کی ضرورت ہے۔ اسلامی سیاسی فکر ایسا نظام فراہم کرتی ہے جو عدل، مساوات، اور شوریٰ پر مبنی ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم زیدان اس بارے میں لکھتے ہیں:

''إِنَّ الدَّوْلَةَ الْإِسْلَامِيَّةَ دَوْلَةٌ قَائِمَةٌ عَلَى الْعَقِيدَةِ، وَالْعَدْلِ، وَالشُّورَى، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَهِيَ دَوْلَةُ الْفَلَاحِ وَالرَّحْمَةِ'' [35]

ترجمہ: ''بے شک اسلامی ریاست عقیدہ، عدل، شوریٰ، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر قائم ہے، اور وہ فلاح و رحمت کی ریاست ہے۔''

پاکستان کو اس نظام کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اسی صورت میں پاکستان ترقی کر سکتا ہے اور عوام خوشحال ہو سکتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

اس تحقیقی مقالے میں ہم نے پاکستان کے معاصر سیاسی چیلنجز کا اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں تجزیاتی جائزہ پیش کیا۔ مبحث اول میں ہم نے اسلامی سیاسی فکر کے بنیادی اصولوں کو واضح کیا۔ حاکمیتِ الٰہی کا تصور یقین دلاتا ہے کہ قانون سازی کا حق صرف اللہ کو ہے اور عوام اس کی نمائندگی کرتی ہیں۔ شوریٰ کا اصول مشاورت پر مبنی حکمرانی فراہم کرتا ہے، جہاں حاکم عوام کی رائے کا پابند ہوتا ہے۔ عدل و انصاف کو اسلامی نظام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے، جہاں قانون سب پر یکساں طور پر لاگو ہوتا ہے۔ احتساب کا نظریہ حکمرانوں کو عوام کے سامنے جوابدہ ٹھہراتا ہے، اور امانت و اہلیت کو عہدے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ مبحث دوم میں ہم نے پاکستان کے معاصر سیاسی چیلنجز کا تنقیدی جائزہ لیا۔ سیاسی عدم استحکام اور ادارہ جاتی بحران نے ملک کی ترقی کو روکا ہے۔ کرپشن، اقربا پروری اور کمزور طرزِ حکمرانی نے عوام کے اعتماد کو مجروح کیا ہے۔ انتخابی، آئینی اور جمہوری مسائل نے سیاسی نظام کو کمزور کیا ہے۔ مبحث سوم میں ہم نے اسلامی سیاسی فکر کی روشنی میں اصلاحات کا لائحہ عمل تجویز کیا۔ شورائی طرزِ حکمرانی اور مؤثر سیاسی قیادت کے ذریعے عوام کو فیصلہ سازی میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ احتساب، شفافیت اور قانون کی بالادستی کے فروغ سے کرپشن کا خاتمہ ممکن ہے۔ سیاسی استحکام، عوامی اعتماد اور قومی ترقی کی حکمت عملی اپنا کر پاکستان کو مستحکم کیا جا سکتا ہے۔ اس مقالے کے حتمی نتائج یہ ہیں کہ پاکستان کے سیاسی چیلنجز کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔ موجودہ نظام میں اسلامی اصولوں سے انحراف نے ان چیلنجز کو جنم دیا ہے۔ ان اصولوں کو نافذ کر کے پاکستان کو ایک مستحکم، خوشحال اور حقیقی اسلامی ریاست بنایا جا سکتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات:

1. القرآن، 12:40۔

Al-Qur’ān, 12:40.

2. سید ابوالاعلیٰ مودودی، **اسلامی ریاست** (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 1975ء)، 56۔

Sayyid Abū al-A‘lā Mawdūdī, Islāmī Riyāsat (Lahore: Idārah Tarjumān al-Qur’ān, 1975 CE), 56.

3. القرآن، 2:30۔

Al-Qur’ān, 2:30.

4. اسماعیل بن عمر ابن کثیر، **البدایۃ والنہایۃ** (بیروت: دار الفکر، 1986ء)، 6:305۔

Ismā‘īl ibn ‘Umar Ibn Kathīr, al-Bidāyah wa al-Nihāyah (Beirut: Dār al-Fikr, 1986 CE), 6:305.

5. القرآن، 42:38۔

Al-Qur’ān, 42:38.

6. یوسف القرضاوی، **السیاسۃ الشرعیۃ فی ضوء نصوص الشریعۃ** (قاہرہ: مکتبۃ وہبہ، 2000ء)، 78۔

Yūsuf al-Qaraḍāwī, al-Siyāsah al-Shar‘iyyah fī Ḍaw’ Nuṣūṣ al-Sharī‘ah (Cairo: Maktabat Wahbah, 2000 CE), 78.

7.القرآن، 57:25۔

Al-Qur'ān, 57:25.

8. محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری، کتاب الحدود** (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، رقم الحدیث: 6788۔

Muḥammad ibn Ismā'īl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ḥudūd (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), Hadith no. 6788.

9. محمد سلیم العوہ، **فی النظام السیاسی للدولۃ الإسلامیۃ** (قاہرہ: دار الکتب، 1980ء)، 143۔

Muḥammad Salīm al-'Awwah, Fī al-Niẓām al-Siyāsī lil-Dawlah al-Islāmiyyah (Cairo: Dār al-Kutub, 1980 CE), 143.

10.البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: 2554۔

Al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Aḥkām, Hadith no. 2554.

11. محمد بن ادریس الشافعی، **الأم** (بیروت: دار المعرفۃ، 1990ء)، 4:210۔

Muḥammad ibn Idrīs al-Shāfi'ī, al-Umm (Beirut: Dār al-Ma'rifah, 1990 CE), 4:210.

12. محمد بن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار صادر، 1968ء)، 5:23۔

Muḥammad ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Beirut: Dār Ṣādir, 1968 CE), 5:23.

13. عبد الکریم زیدان، **أصول الدعوۃ** (بغداد: دار الدعوۃ، 1982ء)، 234۔

'Abd al-Karīm Zaidān, Uṣūl al-Da'wah (Baghdad: Dār al-Da'wah, 1982 CE), 234.

14.ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل، "کرپشن پرسیپشن انڈیکس 2025" (2025ء)۔

Transparency International, "Corruption Perception Index 2025" (2025 CE).

15. مودودی، اسلامی ریاست، 42۔

Mawdūdī, Islāmī Riyāsat, 42.

16. راشد الغنوشی، **الحریات العامۃ فی الدولۃ الإسلامیۃ** (بیروت: مرکز دراسات الوحدۃ العربیۃ، 1993ء)، 150۔

Rāshid al-Ghannūshī, al-Ḥurriyyāt al-'Āmmah fī al-Dawlah al-Islāmiyyah (Beirut: Markaz Dirāsāt al-Waḥdah al-'Arabiyyah, 1993 CE), 150.

17.القرآن، 6:153۔

Al-Qur'ān, 6:153.

18.ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل، "کرپشن پرسیپشن انڈیکس 2025"۔

Transparency International, "Corruption Perception Index 2025".

19. محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الاحکام (بیروت: دار الغرب الإسلامی، ب۔ت)، رقم الحدیث: 1336۔

Muḥammad ibn 'Īsā al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī, Kitāb al-Aḥkām (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, n.d.), Hadith no. 1336.

20.وہبۃ الزحیلی، **آثار الحرب فی الفقہ الإسلامی** (دمشق: دار الفکر، 1981ء)، 234۔

Wahbah al-Zuḥaylī, Āthār al-Ḥarb fī al-Fiqh al-Islāmī (Damascus: Dār al-Fikr, 1981 CE), 234.

21.العوہ، فی النظام السیاسی، 143۔

Al-'Awwah, Fī al-Niẓām al-Siyāsī, 143.

22. فری اینڈ فیئر الیکشن نیٹ ورک، "الیکشن مانیٹرنگ رپورٹ 2024" (2024ء)۔

Free and Fair Election Network, "Election Monitoring Report 2024" (2024 CE).

23. طٰہٰ جابر العلوانی، **فقہ الاولویات** (قاہرہ: دار السلام، 2005ء)، 123۔

Ṭāhā Jābir al-‘Alwānī, Fiqh al-Awlawiyyāt (Cairo: Dār al-Salām, 2005 CE), 123.

24. احمد الریسونی، **نظریۃ المقاصد عند الإمام الشاطبی** (رباط: المعھد العالمی للفکر الإسلامی، 1992ء)، 234۔

Aḥmad al-Raysūnī, Naẓariyyah al-Maqāṣid ‘inda al-Imām al-Shāṭibī (Rabat: al-Ma‘had al-‘Ālamī lil-Fikr al-Islāmī, 1992 CE), 234.

25. محمد عمارۃ، **الدولۃ الإسلامیۃ بین العلمانیۃ والسلطۃ الدینیۃ** (قاہرہ: دار الشروق، 1995ء)، 89۔

Muḥammad ‘Imārah, al-Dawlah al-Islāmiyyah bayna al-‘Ilmāniyyah wa al-Sulṭah al-Dīniyyah (Cairo: Dār al-Shurūq, 1995 CE), 89.

26. الغنوشی، الحریات العامۃ، 167۔

Al-Ghannūshī, al-Ḥurriyyāt al-‘Āmmah, 167.

27. القرآن، 28:26۔

Al-Qur’ān, 28:26.

28. القرضاوی، السیاسۃ الشرعیۃ، 123۔

Al-Qaraḍāwī, al-Siyāsah al-Shar‘iyyah, 123.

29. العلوانی، فقہ الاولویات، 145۔

Al-‘Alwānī, Fiqh al-Awlawiyyāt, 145.

30. العوہ، فی النظام السیاسی، 125۔

Al-‘Awwah, Fī al-Niẓām al-Siyāsī, 125.

31. الزحیلی، آثار الحرب، 256۔

Al-Zuḥaylī, Āthār al-Ḥarb, 256.

32. الریسونی، نظریۃ المقاصد، 267۔

Al-Raysūnī, Naẓariyyah al-Maqāṣid, 267.

33. عمارۃ، الدولۃ الإسلامیۃ، 112۔

‘Imārah, al-Dawlah al-Islāmiyyah, 112.

34. الغنوشی، الحریات العامۃ، 189۔

Al-Ghannūshī, al-Ḥurriyyāt al-‘Āmmah, 189.

35. زیدان، أصول الدعوۃ، 256۔

Zaidān, Uṣūl al-Da‘wah, 256.